سوال نمبر2(الف) (i)

مرزا عبدالقیوم کا پہلا ہفتہ:

مرزا عبدالقیوم کا پہلا ہفتہ اُس کی مرضی کے انداز میں گزرا۔ اُس کے ساتھی جو دفتر میں ساتھ کام کرتے تھے اُس سے ملنے آتے رہے، اُسے کھانا اُس کے کمرے میں ملتا جو اُس کے پوتے پوتیاں لاتے۔ یوں وہ اپنی مرضی کا مالک بن کر پہلا ہفتہ اپنی ریٹائرمنٹ کے بعد گزارتا رہا۔

سوال نمبر2(الف) (ii)

ملاقات کے آداب:

مرزا صاحب سے ملاقات کے لیے اُن کے دفتر کے ساتھی حاضری دیتے رہے اور گھر آکر اُن کی خیریت دریافت کرتے، گپ شپ لگاتے، اُن سے افسر سے سوال کرنے کے طریقے پوچھتے اور سوالات کرتے کیوں کہ انھیں تجربہ حاصل تھا اپنی نوکری کا۔

سوال نمبر2(الف) (iii)

کھانا کہاں کھانا:

مرزا عبدالقیوم کھانا اپنے کمرے میں ہی کھاتا رہا، چائے بھی وہیں پیتا تاکہ گھر میں موجود شور سے بچا رہے جو اُس کے پوتے پوتیاں کھیل کود کے وقت مچاتے۔ وہ سکون سے رہنا چاہتا تھا اس لیے کھانا کمرے میں ہی منگوا لیا کرتا تھا۔

سوال نمبر 2(الف) (iv)

بات کا یقین:

مصنف کے مطابق مرزا صاحب کو اس بات کا یقین تھا کہ یہ سب کچھ **عارضی** ہے، اُس کے ساتھیوں کا ملنے آنا، اُسے اُس کا کھانا کمرے میں ملنا اُسے یقین تھا کہ یہ وقتی ہے۔ **احباب** آتے ہیں تو آئندہ آنے سے رُک جائیں گے۔ بہو جو شور کرتی ہے وہ بھی ختم ہو جائے گا وہ اُسے سمجھا دے گا۔

سوال نمبر 2(الف) (v)

بہو کو سمجھانا:

مرزا صاحب اپنی بہو کو سمجھانا چاہتا تھا کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ ماں کی طرح شفقت و نرمی سے پیش آیا کرے، اُن سے چیخ و پکار کر کے، ڈانٹ ڈپٹ کے جو شور کرتی ہے وہ نہ کیا کرے۔ بچے اگر قالین جوتوں سے گندا کر رہے ہیں تو وہ اُنھیں سمجھا دے گا۔

سوال نمبر 2(الف) (vi)

بچوں کا کمرے میں آنے کا طریقہ:

بچے جب اوپر اُس کے کمرے میں آتے تو جوتوں سمیت اندر چلے جاتے، اُدھم مچاتے، قالین خراب کر دیتے جس سے مرزا صاحب کو کوئی مسئلہ نہ تھا وہ اُنھیں آرام سے کہہ دیتے کہ اُوپر آؤ تو جوتے اُتار دو تاکہ قالین صاف ستھرا رہے اور خراب نہ ہو۔

سوال نمبر 2 (الف) (vii)

قالین کی احتیاط:

مرزا صاحب اپنے کمرے میں قالین کے متعلق بہت احتیاط چاہتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ جب اُن کے پوتے، پوتیاں اُدھم اُن کے کمرے میں آئیں تو جوتے باہر اُتار دیں تاکہ قالین خراب نہ ہو اور گندی نہ ہو۔ وہ صاف رہے اور اپنی جگہ سے نہ ہلے۔

سوال نمبر 2 (الف) (viii)

تلخیص:

اس عبارت کی تلخیص یہ ہے کہ مرزا صاحب نے مرضی کے مطابق ڈائرمنٹ کے بعد پہلا ہفتہ گزارا۔ مگر وہ جانتا تھا کہ یہ سہولیات (protocols) عارضی ہیں۔ وہ اپنی بہو کو نصیحت کردیں گے کہ بچوں سے پیار سے پیش آئے، شور نہ کرے اور بچوں کو بھی سمجھادیں گے کہ اوپر آئیں تو جوتے اُتار دیں۔

عنوان: مرزا صاحب کا آرام

سوال نمبر 2(ب) (i)

اسلاف کی میراث گنوانے کی سزا:

مسلمانوں کو اسلاف کی میراث گنوانے کی سزا یہ ملی کہ چونکہ وہ قرآن و سنّت اور اپنے آباؤ اجداد کے طور طریقے چھوڑ چکے ہیں اور مغربی معاشرے کے رستے پر چل پڑے ہیں تو اسلاف کی میراث کھودی اور سزا ملی کہ آج مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ شعور حاصل نہ کر پائے، اپنے دین سے دور ہیں اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر نہ کر پائے۔

سوال نمبر 2(ب) (ii)

صبح کا منظر:

اس شعر میں شاعر صبح کے منظر کو بیان کرتے ہیں کہ نسیم صبح یعنی "صبح کا منظر و ہوا" اور کوکو کرتے "پرندے" اور "طاؤس" کی آوازیں ایک دلکش منظر پیش کرتی ہیں۔ یہ صبح کو حسین اور تازہ بناتے ہیں۔ ٹھنڈی ہوا تیز چلنے کی سکون دیتی ہے اور ماحول خوشگوار بنا دیتی ہے۔

سوال نمبر 2(ب) (iii)

تیسرے شعر میں شاعر **دل و جان** اپنے محبوب پر قربان کرنے کا کہہ رہا ہے۔ شاعر کہہ رہا ہے کہ محبوب کے ہونٹوں کی مسکراہٹ دیکھ کر وہ اپنا دل، جان سب اس پر قربان کرنے کے لیے تیار ہے کیونکہ اس کا محبوب خوبصورت ہے اور وہ اس سے محبت کرتا ہے۔

سوال نمبر 2(ب) (iv)

بازیچۂ اطفال:

بازیچہ سے مُراد ہے "کھیل" اور طفل کی جمع ہے "اطفال" اور اس سے مُراد ہے "بچہ"۔ بازیچۂ اطفال سے مُراد ہے "بچوں کا کھیل" یعنی اس میں شاعر دُنیا کو بازیچۂ اطفال سے **تشبیہ** دیتا ہے کہ یہ دُنیا تو میرے لیے ایک کھیل تماشے سے زیادہ کچھ نہیں۔

سوال نمبر 2(ب) (v)

مُشکلات:

پانچویں شعر میں مصنف کو **انصاف و عدل، سماعتوں، عدالت، بے داروں** جیسی مُشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ آج کل کے زمانے میں **جج** اور انصاف کا ملنا بہت مُشکل ہے۔ کسی مشکل آنے پر سماعتیں ملتی رہتی ہیں مگر **حق و سچ** کا فیصلہ نہیں ہو پاتا۔

سوال نمبر 2(ج) (i)

کنایہ:

کنایہ کے لغوی معنی کسی "پوشیدہ" "مبہم بات" کے ہیں۔ اصطلاح میں کنایہ سے مُراد ہے جب کوئی لفظ یا جملہ اپنے **حقیقی معنوں** کی بجائے **مجازی معنی** میں استعمال ہو لیکن اس طرح کے اُس میں **حقیقی معنی** بھی مُراد لیے جا سکیں کنایہ کہلاتا ہے۔

مثلاً: "میں نے یہ بال دھوپ میں سفید نہیں کیے"

شعری مثال:

میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسد
سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا

اس میں "سر یاد آنا" **کنایہ** ہے یعنی "عاشق مزاجی"۔

سوال نمبر 2(ج) (ii)

ترکیبِ نحوی:

احمد خط لکھ رہا تھا۔

"یہ جملہ فعلیہ ہے"

تقطیع:-

فاعل: احمد
مفعول: خط
فعل: لکھ رہا

سوال نمبر 2(ج) (iii)

مجاز مرسل:

جب کوئی لفظ اپنے حقیقی معنوں کی بجائے **مجازی** یا **مرادی معنوں** میں استعمال ہو اور ان میں **تشبیہ** کا تعلق نہ ہو لیکن کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہو **مجازِ مرسل** کہلاتا ہے۔

مثال:

میں نے **بوتل پی** ۔ نثری مثال

گر کہے کوئی یا علی حیدر!
بھاگیں کانوں میں اُنگلیاں رکھ کر
شعری مثال

سوال نمبر 2(ج) (iv)

مُتشابہ الفاظ:

مُتشابہ الفاظ سے مُراد وہ الفاظ ہیں جن کی **املا** ایک جیسی ہو اور معنی مختلف ہوں یا **آواز** ایک جیسی ہو اور معنی مُختلف ہوں یا پھر **اعراب** ایک ہوں ظاہری شکل ملتی جلتی ہو اور معنی مُختلف ہوں۔

مثال:

۱) **عام**: معمولی **آم**: پھل

۲) کثرت، کسرت

۳) امارت، عمارت

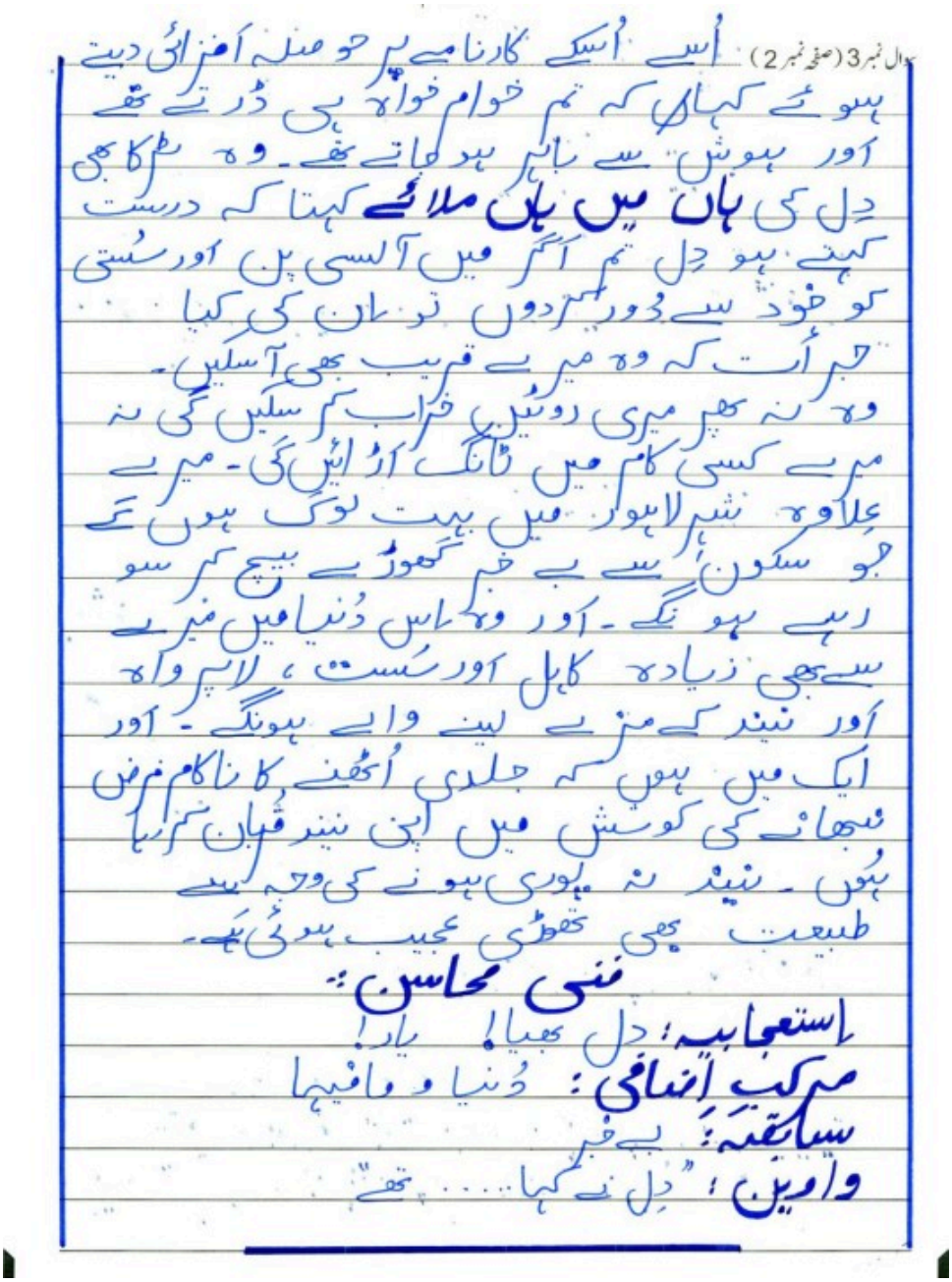
سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 1)

اقتباس کی تشریح:

یہ اقتباس شامل نصاب سبق "**تصویر بے جوکل میری آنکھ کھلی**" میں سے لیا گیا ہے جس کے مصنف "**پطرس بخاری ہیں**"۔

پطرس بخاری اردو کے نادر مصنف بھی ہیں۔ انھوں نے بہت سے طنز و مزاح لکھے جن میں سے ایک یہ بھی ہے۔ یہ اقتباس صنف ادب کے اعتبار سے "**صنف نثر**" سے تعلق رکھتا ہے اور **ہیت** کے اعتبار سے "**طنز و مزاح**" ہے۔ **طنز و مزاح** میں شاعر کوئی معاشرتی پیغام بہت **خوبصورت اور مزاحیہ** طریقے سے عوام تک پہنچاتے ہیں۔

اس اقتباس میں ایک شاگرد جو صبح جلدی اٹھنے کے لیے اپنے **پڑوسی لالا جی** کو اسے جگانے کے لیے کہتا ہے تو بالآخر ایک دن **نیند پسند** شاگرد یا وہ بڑکا اٹھ ہی جاتا ہے اور خود کو سراہتے وے کہتا ہے کہ آج میں **کوشش، ہمت اور جذبے** کی وجہ سے جلدی صبح اٹھ گیا اور خود کو شاباشی دی۔ اپنے دل سے گفتگو کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں تو اوں جلدی جاگنے سے گھبراتا تھا یہ تو میرے لیے معمولی سی بات ہے اور دل نے



سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 2)

اُسے اُسکے کارنامے پر حوصلہ افزائی دیتے ہوئے کہا کہ تم خوامخواہ ہی ڈرتے تھے اور ہوش سے باہر ہو جاتے تھے۔ وہ بڑکا بھی دِل کی **ہاں میں ہاں ملائے** کہتا کہ درست کہتے ہو دِل تم اگر میں آلسی پن اور سُستی کو خود سے دُور کر دو تو ان کی کیا جرأت کہ وہ میرے قریب بھی آسکیں۔ وہ نہ پھر میری روٹین خراب کر سکیں گی نہ میرے کسی کام میں ٹانگ اڑا ئیں گی۔ میرے علاوہ شہر لاہور میں بہت لوگ ہوں گے جو سکون سے بے خبر گھوڑے بیچ کر سو رہے ہونگے۔ اور وہ اس دُنیا میں میرے سے بھی زیادہ کاہل اور سُست، لاپرواہ اور نیند کے مزے لینے والے ہونگے۔ اور ایک میں ہوں کہ جلدی اُٹھنے کا ناکام فرض نبھانے کی کوشش میں اپنی نیند قربان کر رہا ہوں۔ نیند نہ پوری ہونے کی وجہ سے طبیعت بھی تھوڑی عجیب ہوئی ہے۔

منی محاسن:

استعجابیہ: دل بھیا! یار!

مرکب اضافی: دُنیا و مافیہا

سابقہ: بے خبر

وامین: "دِل نے کہا۔۔۔۔ تھے"

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 1)

نظم کی تشریح:

کا بند

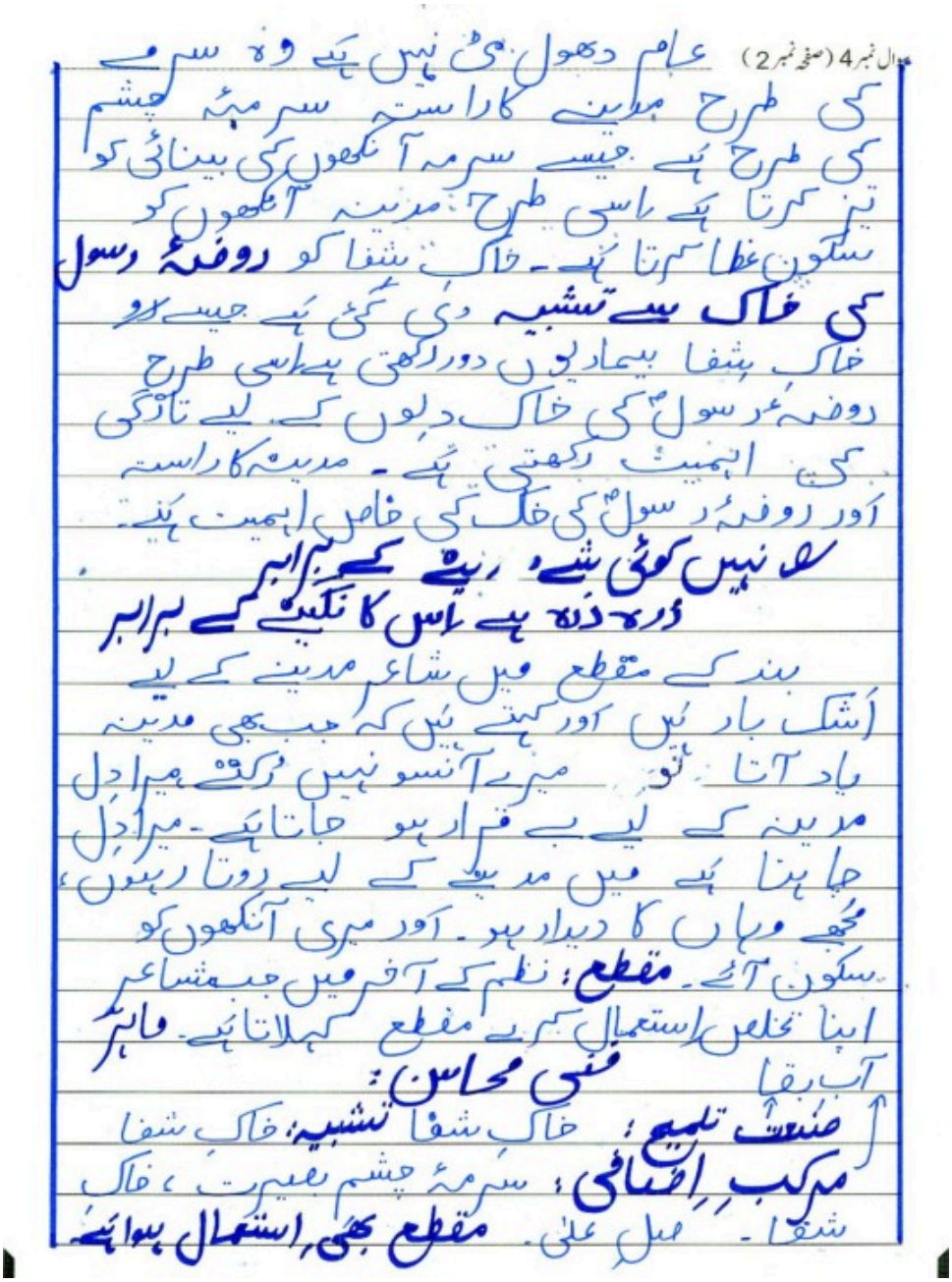
یہ نظم[1] شامل نصاب "نعت" سے لیا گیا ہے جس کے شاعر "ماہر القادری" ہیں۔ یہ صنف ادب کے اعتبار سے "حصۂ نظم" اور ہیئت کے اعتبار سے "مثنوی" ہے۔

ماہر القادری اُردو کے نام ور شاعروں میں سے ایک ہیں اور انھوں نے بہت سی حمد اور نعت میں **نہایت خوبصورتی** سے حضرت محمد[2] کی شان بیان کی ہے۔

مثنوی نظم دو دو اشعار کی صورت میں ہوتی ہے۔

تشریح طلب بند میں شاعر **حضرت محمد**[2] سے والہانہ محبت کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جب نبی[2] کا ذکر ہو تو **خاموشی** اختیار کر لینی چاہیے۔ کیونکہ اُنکا مقام اتنا بلند ہے کہ اُن کا ذکر سُنتے ہی ہر طرف خاموشی چھا جانی چاہیے۔ جب اُن کا نام لیا جائے تو **ہونٹوں پہ درود کا ورد** جاری ہو جانا چاہیے اُنھیں خوش آمدید کرنا چاہیے **درود و سلام**[3] کہنا چاہیے۔ اللہ[4] کا ارشاد ہے: "میں اور فرشتے بھی آپ[2] پر درود بھیجتے ہیں تم بھی آپ[2] پر درود بھیجا کرو"۔

شاعر کہتا ہے کہ مدینہ کی دھول ہی



سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 2)

عام دھول مٹی نہیں ہے وہ سرمے
کی طرح ہے یہ کاراستہ سرمۂ چشم
کی طرح ہے جیسے سرمہ آنکھوں کی بینائی کو
تیز کرتا ہے اسی طرح مدینہ آنکھوں کو
سکون عطا کرتا ہے۔ خاکِ شفا کو **روضۂ رسول**
کی خاک سے تشبیہ دی گئی ہے جیسے
خاکِ شفا بیماریوں دور رکھتی ہے اسی طرح
روضۂ رسول ﷺ کی خاک دلوں کے لیے تازگی
کی اہمیت رکھتی ہے۔ مدینہ کا راستہ
اور روضۂ رسول ﷺ کی خاک کی خاص اہمیت ہے۔

کہ نہیں کوئی شے، رتبے کے برابر
ذرہ ذرہ ہے اس کا نگینے کے برابر

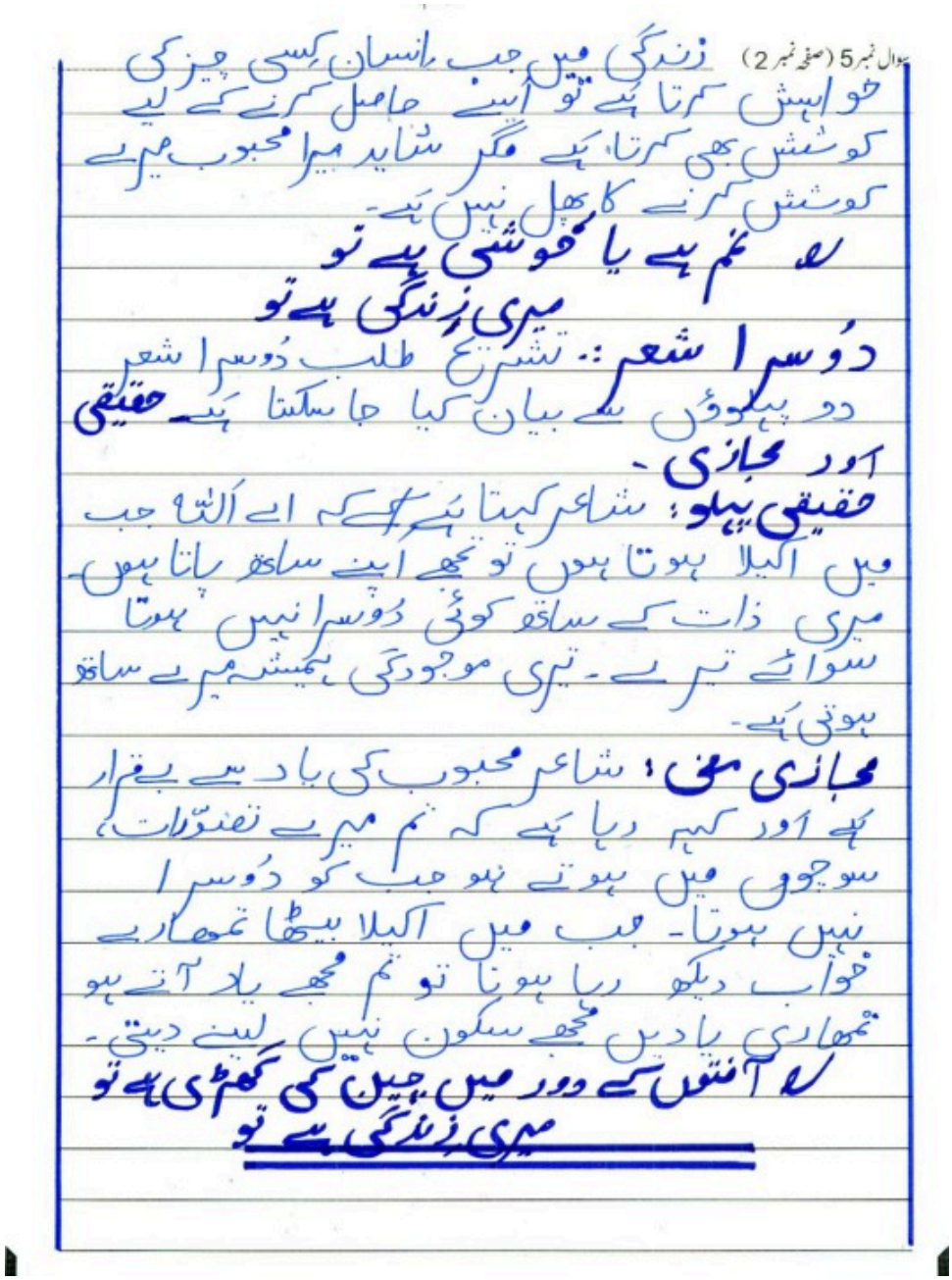
بند کے مقطع میں شاعر مدینے کے لیے
اشک بار ہیں اور کہتے ہیں کہ جب بھی مدینہ
یاد آتا ہے تو میرے آنسو نہیں رکتے میرا دل
مدینہ کے لیے بے قرار ہو جاتا ہے۔ میرا دل
چاہتا ہے میں مدینے کے لیے روتا رہوں،
مجھے وہاں کا دیدار ہو۔ اور میری آنکھوں کو
سکون آئے۔ **مقطع**: نظم کے آخر میں جب شاعر
اپنا تخلص استعمال کرے مقطع کہلاتا ہے۔ **ماہر**
آب بقا

صنعت تلمیح: **فنی محاسن**:
مرکب اضافی: خاکِ شفا **تشبیہ**: خاکِ شفا
شفا۔ سرمۂ چشم بصیرت، خاک
مقطع بھی استعمال ہوا ہے
میل علی۔

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 1)

غزل کی تشریح:

یہ بند شامل نصاب صنف ادب کے اعتبار سے "جملہ غزل" سے تعلق رکھتا ہے اور اس کے شاعر "مومن خان مومن" ہیں۔ مومن خان مومن اپنی شاعری کی وجہ سے نامور ہے۔ انھوں نے شاعری کو ایک مقام و مرتبہ دیا۔ وہ اس شعر میں دو پہلو بیان کرتے ہیں **حقیقی اور مجازی پہلو**۔ ~~حقیقی معنی میں لیا جائے تو شاعر پہلے شعر میں کہتے ہیں کہ~~ **مجازی معنی** میں پہلا شعر سے شاعر کی مراد ہے کہ وہ اپنے محبوب سے گلہ کر رہا ہے کہ تم میرے کس طرح نہ ہوئے میں نے تمھیں حاصل کرنے کی بے انتہا کوشش کی مگر تم مجھے حاصل نہ ہوئے میں تمھاری یاد میں سر توڑ کوشش کرتا رہا کہ تمھیں اپنا بنالوں مگر تم کسی صورت میرے نہ ہوئے۔ دوسرے مصرعے میں شاعر کہتا ہے کہ اس دنیا میں **معجزات** ہوتے ہیں یہ دنیا تو **معجزات** سے بھری پڑی ہے۔ مگر تم مجھے کیوں نہیں ملے۔ شاعر التجائی انداز میں کہتا ہے کہ دنیا میں تو ہر چیز ممکن ہے تو اے میرے محبوب میری کوششیں ناکام کیوں ہوئیں۔



سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 2)

زندگی میں جب انسان کسی چیز کی خواہش کرتا ہے تو اسے حاصل کرنے کے لیے کوشش بھی کرتا ہے مگر شاید میرا محبوب میرے کوشش کرنے کا پھل نہیں ہے۔

تم ہے یا خوشی ہے تو
میری زندگی ہے تو

دوسرا شعر: تشریح طلب دوسرا شعر دو پہلوؤں سے بیان کیا جا سکتا ہے **حقیقی** اور **مجازی**۔

حقیقی پہلو: شاعر کہتا ہے کہ اے اللہ جب میں اکیلا ہوتا ہوں تو تجھے اپنے ساتھ پاتا ہوں۔ میری ذات کے ساتھ کوئی دوسرا نہیں ہوتا سوائے تیرے۔ تیری موجودگی ہمیشہ میرے ساتھ ہوتی ہے۔

مجازی معنی: شاعر محبوب کی یاد سے بے قرار ہے اور کہہ رہا ہے کہ تم میرے تصورات، سوچوں میں ہوتے ہو جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا۔ جب میں اکیلا بیٹھا تمھارے خواب دیکھ رہا ہوتا تو تم مجھے یاد آتے ہو تمھاری یادیں مجھے سکون نہیں لینے دیتی۔

آنکھوں کے دور میں چین کی گھڑی ہے تو
میری زندگی ہے تو

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 1)

خط نویسی

از کمرا امتحان
ا-ب-ج
19 اپریل، 2026ء / ۲۰۲۶ء

محترم معلمہ!

السلام علیکم!

آپ سے ایک بات عرض کرنی تھی۔ پچھلے کچھ دنوں سے میں امتحانات کی تیاری کر رہی ہوں۔ میں ریاضی میں تھوڑی کمزور ہوں۔ اور میں آپ کو اطلاع کرنا چاہتی کہ اسکول میں دو دنوں سے جو ریاضی کے مشکل سوالات حل کروائے جا رہے ہیں مجھے وہ سمجھ نہیں آ رہے۔

محترم معلمہ! میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے وہ سوالات دوبارہ سمجھا دیں تاکہ میرڈیں میں بیٹھ جائیں اور میرے امتحانات کی تیاری میں کوئی مشکل نہ ہو۔ میں گھر پر ان سوالات کو حل کرنے کی کوشش کر رہی ہوں مگر نہیں کر پا رہی۔ آپ کی اشد ضرورت درکار ہے۔ میں آپ سے وہ سوالات دوبارہ سمجھنا پسند کروں گی اگر آپ کے پاس وقت ہو۔ میں چاہتی ہوں میں

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 2)

دفعہ ریاضی میں پورے نمبر حاصل کروں اور اوّل آؤں۔

میں آپ کے دیے ہوئے ٹائم کے مطابق مقرر کردہ جگہ پر پہنچ جاؤں گی۔ آپ میری مدد کریں گی مجھے اس بات پر پورا یقین ہے۔ ریاضی کا چونکہ تھوڑا مشکل پرچہ ہوتا ہے تو تیاری بھی اسی حساب سے کرنی ہوگی۔ وہ سوالات کافی ضروری ہیں امتحان کے لحاظ سے۔ مجھے آپ کے سمجھانے کا طریقۂ کار بہت پسند ہے لیکن اس دن میں نے صحیح سے دھیان نہیں دیا تھا۔

اُمید کرتی ہوں کہ آپ میری مدد کریں گی۔

العارض
آپ کی شاگرد
ل۔م۔ن

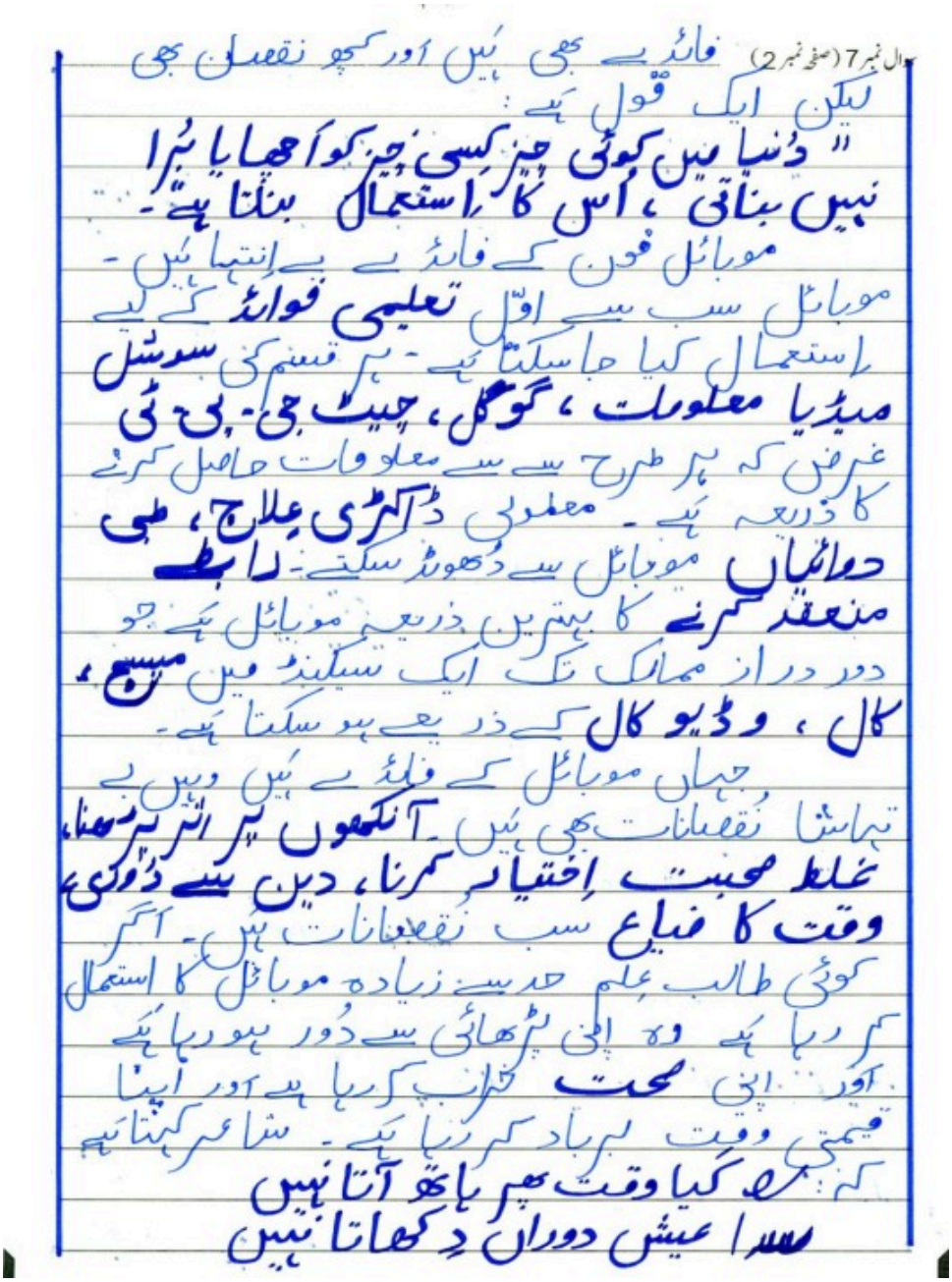
سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 1)

مضمون نویسی:-

موبائل فون کے فائدے اور نقصانات:-

موبائل فون آج کل کے جدید دور کی ایک جدید ایجاد ہے جو اب ترقی کی منزلیں طے کر چکی ہے/ چکا ہے۔ موبائل نے اس دنیا کو **عالمی گاؤں** بنانے کے لیے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ موبائل فون **سائنسی اور کمپیوٹری دور** کی کارآمد ایجاد ہے۔ روزمرہ کی ضروریات سے لے کر بڑے بڑے کاموں میں اس شے کو استعمال کیا جا چکا ہے۔ موبائل نے دنیا کو جوڑا ہوا ہے۔

آج کے اس دور میں موبائل فون کے بغیر **گزارا ممکن** نہیں۔ ہر انسان کی ضرورتوں میں سے ایک ضرورت موبائل ہے۔ موبائل فون کی وجہ سے **دنیا کا ایک کونہ دوسرے کونے سے رابطے میں ہے۔** ہر خبر وقت سے پہلے دنیا کے ہر خطے میں پھیل جاتی ہے۔ **عالمی، معاشرتی، تعلیمی، وفاقی** غرض ہر قسم کا رابطہ اور تعلق اس دنیا میں قائم ہے۔ ہر ایجاد کی گئی چیز کے کچھ


سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 2)

فائدے بھی ہیں اور کچھ نقصان بھی لیکن ایک قول ہے:

"دُنیا میں کوئی چیز کسی چیز کو اچھا یا بُرا نہیں بناتی، اُس کا استعمال بناتا ہے۔"

موبائل فون کے فائدے بے انتہا ہیں۔ موبائل سب سے اوّل تعلیمی فوائد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ہر قسم کی سوشل میڈیا معلومات، گوگل، چیٹ جی۔پی۔ٹی غرض کہ ہر طرح سے معلومات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ معمولی ڈاکٹری علاج، طبی دوائیاں موبائل سے ڈھونڈ سکتے۔ رابطے منعقد کرنے کا بہترین ذریعہ موبائل ہے جو دور دراز ممالک تک ایک سیکنڈ میں میسج، کال، وڈیو کال کے ذریعے ہو سکتا ہے۔

جہاں موبائل کے فائدے ہیں وہیں بے تحاشا نقصانات بھی ہیں۔ آنکھوں پر اثر پڑنا، غلط صحبت اختیار کرنا، دین سے دُوری، وقت کا ضیاع سب نقصانات ہیں۔ اگر کوئی طالب علم حد سے زیادہ موبائل کا استعمال کر رہا ہے وہ اپنی پڑھائی سے دُور ہو رہا ہے اور اپنی صحت خراب کر رہا ہے اور اپنا قیمتی وقت برباد کر رہا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ:

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دِکھاتا نہیں

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 3)

موبائل فون میں ہم جو دیکھتے ہیں کرتے ہیں اُس کا اثر ہماری عملی زندگیوں میں پڑتا ہے۔ انسانی دماغ موبائل میں اِتنا مگن ہو جاتا ہے کہ اکثر بچے عجیب رویّے اختیار کر لیتے ہیں۔ اس کے شکار سے بچنا چاہیے۔

الغرض اگر حدود میں رہ کر موبائل کا استعمال کیا جائے تو کوئی نقصان نہیں اور اسے اچھے کاموں، لوگوں کی مدد وغیرہ اور اُن اشیاء کے لیے استعمال کرنا چاہیے جو ہمیں خود کو اور ایک معاشرے کو فائدہ پہنچائیں۔ نہ کے اس کا غلط استعمال کر کے اپنی زندگی خراب کریں۔

موبائل میں سوشل میڈیا کے برے اثرات سے بچنا چاہیے۔ لوگوں کے احساس و جذبات کا خیال رکھنا چاہیے اور وقت کا ضیاع نہیں کرنا چاہیے تاکہ اس نعمت کا حق ادا ہو سکے اور والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو ایک متعین وقت کے لیے موبائل کا استعمال کرنے دیں تاکہ وہ بے اختیار نہ چلائیں اور اُن پر نظر رکھیں حرکات و نظریات پر تاکہ وہ غلط صحبت اختیار کریں اور اس بلا سے فائدہ بھی لیں اور محفوظ بھی رہیں۔